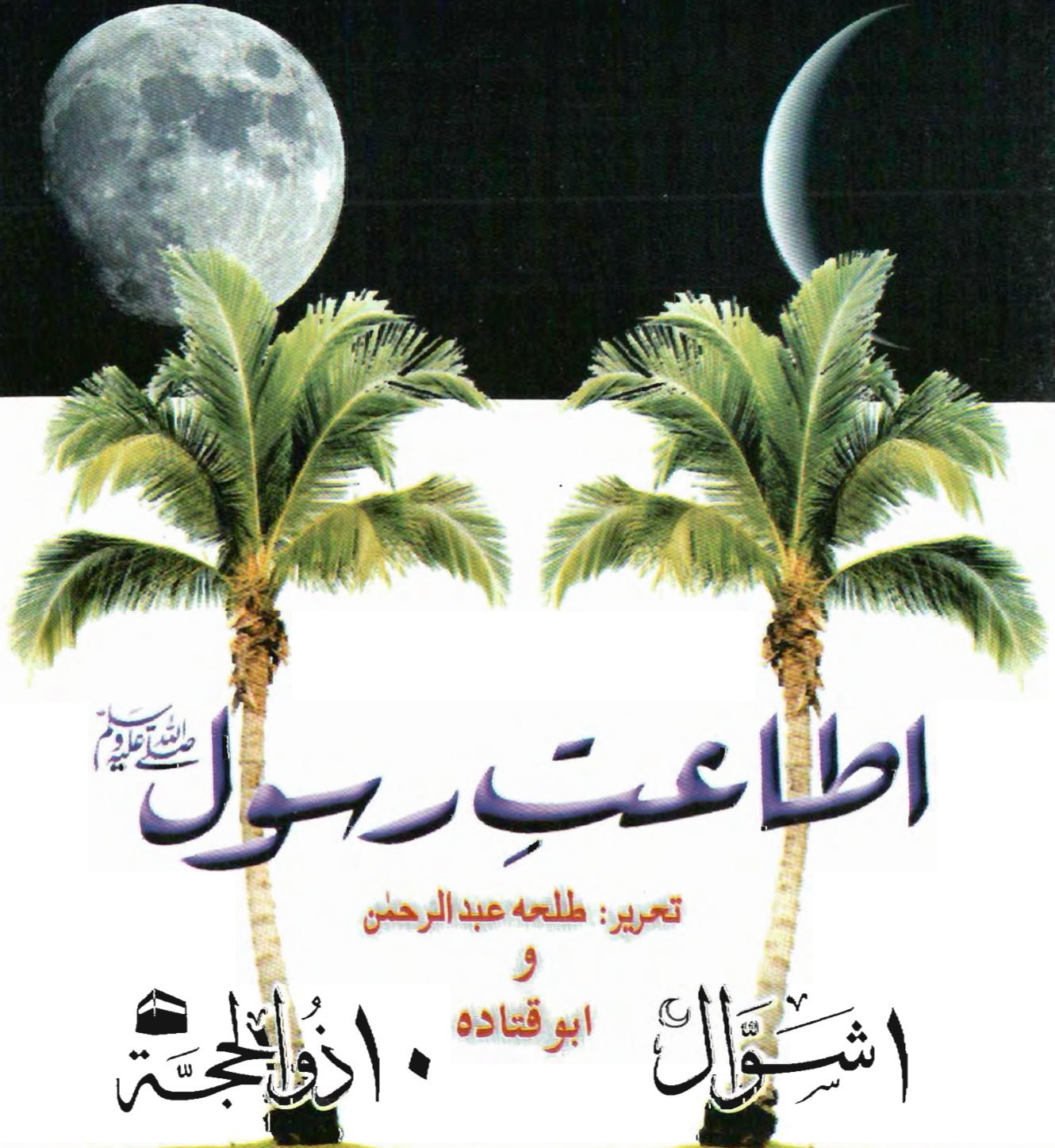


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ



مركز الدعوة الإسلامية

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر قسم کی تعریف و کبریائی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہماری ہدایت کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ہمیں افضل ترین امت بنایا۔ بے شمار درود و سلام ہوں اللہ کے آخری نبی ﷺ پر جنہوں نے قرآن کا عملی نمونہ بن کر شریعت الہی کو ہمارے لئے مشعل راہ بنایا۔ امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہادی عالم ﷺ کو سراج منیر (روشن چراغ) بنا کر بھیجا اور لوگوں پر آپ ﷺ کی اتباع و فرماں برداری لازمی قرار دی اور یہ بات واضح فرمادی کہ نجات صرف انہی لوگوں کی ہوگی جو آپ ﷺ کی فرماں برداری کریں گے۔ قرآن مجید کی آیات اور نبی ﷺ کی احادیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے ہٹ کر جو بھی عمل کیا جائے وہ کارِ ثواب نہیں ہوتا بلکہ باطل اور بالکل رائیگاں جاتا ہے۔ کسی شخص کو بھی (خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم اور امام کیوں نہ ہو) شریعت نے یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی سے دین اسلام میں کوئی نیا کام بطور ”ثواب کے کام“ کے داخل کر دے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس کام کو جو دین میں نیا داخل کیا جائے بدعت، گمراہی اور جہنم میں لے جانے کا باعث قرار دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ ﴿مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾ ”جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔“ (متفق علیہ)۔

مقام غور ہے کہ سنت کی پیروی کی اسلام میں کس قدر اہمیت ہے۔ لہذا ہمیں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اچھی طرح جانچ لینا چاہئے کہ وہ سید البشر، امام الانبیاء، امام اعظم رحمۃ اللعالمین ﷺ کی سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ہم نے اپنی پسند سے کوئی کام یہ کہہ کر شروع کر دیا کہ ”اس میں حرج کیا ہے“ تو جان لیجئے کہ اس میں سب سے بڑا حرج یہ ہے کہ ایسا کرنے والا اللہ اور اس

وہ نیکی، نیکی نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کی ہو
یا آپ ﷺ نے اس کے کرنے کی اجازت نہ دی ہو

کے رسول ﷺ سے آگے بڑھتا اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مکمل شریعت کو نامکمل سمجھ کر اسے مکمل کرنا چاہتا ہے۔ اسے محمد رسول اللہ ﷺ کی امانت، دیانت و صداقت پر یقین نہیں کیونکہ جتنے بھی ثواب کے کام تھے اللہ کے رسول ﷺ نے بتلا دیئے اور لوگوں سے گواہی لے کر اللہ کو بھی گواہ بنالیا کہ آپ ﷺ نے پورے کا پورا دین پہنچا دیا۔ لہذا اب جو بھی شخص، خواہ وہ عام آدمی ہو یا کسی مذہبی لیڈر کے روپ میں ہو، شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کمی کرے گا تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ ایسا شخص شیطان کا کارندہ ہے جو ”نیک کاموں“ کا جھانسدے کر لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکا رہا ہے۔ جو نام سنت کا لیتا ہے مگر تعلیم بدعت کی دیتا ہے۔ لوگوں کو قرآن و حدیث کے مطالعہ سے روکتا اور اپنے ہی جیسے گمراہ مذہبی پیشواؤں کی کتابیں پڑھنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایسے شخص کو پہچاننے اور اس کے مکر و فریب سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اس کی باتوں کو قرآن و حدیث کے حوالہ سے پرکھیں۔ اگر وہ بات قرآن و سنت سے ثابت ہو تو ٹھیک ورنہ کھلی بدعت اور گمراہی ہے۔ اس کی ایک مثال مروجہ عید میلاد ہے جو گزشتہ چند سالوں سے زور و شور سے منائی بلکہ سرکاری سرپرستی میں منوائی جا رہی ہے۔ اس نئی ایجاد کردہ عید کے منانے والے کو سچا عاشق رسول اور نہ منانے والے کو گستاخ رسول اور شیطان کہا جاتا ہے۔ ان جذباتی فتوؤں سے قطع نظر آئیے غور کریں کہ آیا قرآن و سنت میں اس ”عید“ کے منانے کا کوئی حکم ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ”عید میلاد النبی“ کے نام سے کوئی عید منائی، جلوس نکالے، کھانے پکوا کر تقسیم کئے، چراغاں کیا اور امت کو ان کاموں کا حکم دیا؟ اگر یہ نئی ایجاد کردہ عید میلاد نہ منانا شیطانیت ہے تو بتائیے کہ آپ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیت، محدثین اور آئمہ کرام کو کیا بنائیں گے جنہوں نے کبھی بھی ”عید میلاد“ نہیں منائی؟؟ کیا انہیں بھی

بڑے سے بڑا متقی اور نیک سیرت انسان بھی
شریعت کا کوئی مسئلہ بنا سکتا ہے نہ حذف کر سکتا ہے

ایسے ہی برا کہیں گے جیسا کہ آج ”عید میلاد“ نہ منانے والوں کو کہا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نئی ایجاد کردہ عید میلاد منانا نہ صرف اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنا ہے بلکہ گستاخی رسول، گستاخی صحابہ، گستاخی خلفائے راشدین، گستاخی آئمہ کرام و محدثین عظام ہے جنہوں نے قرآن و حدیث کی حفاظت کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کر دیں اور خالص دین ہم تک پہنچا دیا کہ کوئی بھی شخص اس میں بدعت کی ملاوٹ نہ کر سکے۔ ان نیک لوگوں کے دنیا سے چلے جانے کے صدیوں بعد دیگر بدعات کے ساتھ ساتھ یہ بدعت بھی رائج کی گئی اور وقت گزرنے کے ساتھ بدعتی مذہبی پیشوا حسب خواہش اس میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اب جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے۔

برصغیر کا پہلا جلوس: برصغیر میں میلاد کے دنوں میں پہلے صرف نذر و نیاز اور مخصوص محفلوں کی بدعات کا رواج تھا۔ عوام الناس میں یہ دن بارہ وفات کے نام سے مشہور تھا۔ رفتہ رفتہ یہ دن وسیع اجتماعات کی شکل اختیار کر گیا۔ میلاد کی محفلوں کا مروجہ جلوس کی شکل اختیار کرنا محض ایک تاریخی حادثہ ہے۔ اس کی ابتداء راولپنڈی شہر سے ہوئی جہاں اس وقت تین بڑی قومیں مسلمان، ہندو اور سکھ آباد تھے۔ دفاتر اور منڈیوں میں سکھوں اور ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور ان کی معاشی بالادستی مسلمانوں پر حکمرانی کر رہی تھی۔ ان کی عبادات کا حلقہ محض مندروں اور گوردواروں تک محدود نہ تھا بلکہ سال میں کئی کئی ”نگر کیرتن“ ہوتے جن میں راگی گلی گلی بھجن گاتے، جلوس کی شکل اختیار کرتے اور دندناتے پھرتے۔ راولپنڈی شہر میں یہ ”نگر کیرتن“ فرقہ وارانہ تناؤ کا باعث تھے۔ جامع مسجد کے سامنے سے گاتے بجاتے نکلنا مسلمانوں کے سکون کو للکارنے کے مترادف سمجھا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں یہ فرقہ وارانہ تلخی قتل و غارت گری، آتش زنی اور لوٹ مار کی شکل اختیار کر گئی۔ اس لیے میں دونوں فریقوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ ضلع کے فرنگی

”جشن میلاد“ جو اسلام کے ابتدائی 600 سال تک

موجود نہ تھا، اسلام کیسے ہو سکتا ہے؟؟

حکام نے دخل اندازی کی اور دونوں پلڑوں کو ہم وزن کرنے کے لئے شہر کے مقتدر مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ بھی ”نگر کیرتن“ کے مقابل کوئی جلوس مقرر کر لیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی (جو حقیقت میں یوم وفات النبی ہے) کے جلوس کے لئے خاص دن مقرر کر لیا اور اگلے سال یعنی ۱۹۲ء کو یوم میلاد النبی کا پہلا ”جلوس“ نکالا۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اس جلوس کی ابتداء انگریز کے مشورے سے ہوئی۔ بعض سنجیدہ حلقوں نے اس جلوس کی مخالفت بھی کی۔ مولانا ظفر علی خان نے ”زمیندار“ اخبار میں لکھا کہ یہ فعل سراسر بدعت ہے اور مذہب کی روح کو لہو و لعب میں بدلنے کی شعوری کوشش ہے... بہر کیف اکثریت اس جلوس کی حامی تھی۔ جلوس نکلتا رہا اور آج تک نکلتا ہے۔ (دیکھئے ”راول دیس“ ص ۱۲۳ تا ۱۲۷، طبع راولپنڈی)

تاریخ اس پر شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے صدیوں بعد یہ بدعت (عید میلاد النبی) رائج ہوئی اور مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں رواج پکڑتی گئی۔ بہر حال ہمارا مقصد اس خود ساختہ ”عید“ میں واقع رسول اللہ ﷺ کی مخالفت و نافرمانی کو بے نقاب کرنا ہے تاکہ ہر مسلمان پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ یہ ”عید“ منانا قطعاً حُب رسول ﷺ نہیں بلکہ مخالفت رسول ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔“ (النساء- ۱۱۵)...

آئیے دیکھئے کہ یہ خود ساختہ عید اپنے اندر شریعت مطہرہ کی کس قدر مخالفت سموئے ہوئے ہے۔

مخالفت نمبر ۱: تیسری عید: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں کے لئے دو دن مقرر تھے جن میں وہ لوگ کھیل کود کرتے (خوشی مناتے)۔

برصغیر پاک و ہند میں مروجہ عید میلاد النبی
بارہ وفات (یعنی غم) کے نام سے منائی جاتی تھی

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہم ان دنوں میں زمانہ جاہلیت سے کھیلے چلے آ رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان سے بہتر دو دن تبدیل کر دیئے ہیں۔ ایک عید الاضحیٰ کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن ہے۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی خوشی کے لئے سال میں صرف دو ہی دن ہیں۔ اگر ۱۲ ربیع الاول کو بھی عید ہوتی تو یہ تین دن ہو جاتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں فرمائے۔ اب اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یوم میلاد النبی عید کا دن ہے تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی صداقت و امانت پر ایمان نہیں۔ جس کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ یہ ”عید“ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نہ تھی اور نہ ہی آپ ﷺ نے اسے منانے کا حکم دیا۔ یہ بعد کی ایجاد ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ بدعت ہوئی اور بدعت کے بارے میں زبان نبوت سے یہ بات جاری ہو چکی ہے کہ ”ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کو لے جانے والی ہے۔“ (نسائی)۔

مخالفت نمبر ۲ عید پر روزہ ۹۹: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس دن میں پیدا ہوا اور اس دن ہی مجھ پر وحی نازل کی گئی۔“ (صحیح مسلم)۔ غور فرمائیے! رسول اللہ ﷺ تو ہر پیر کے دن اپنے یوم پیدائش پر روزہ رکھیں اور ہم سال میں ایک مرتبہ آپ ﷺ سے ”عشق“ جتانے کے لئے آپ ﷺ کے یوم پیدائش کو بطور ”عید“ منا کر خوشیاں منائیں اور مرغن غذائیں کھائیں۔ یہ الگ المیہ ہے کہ اس ”عید“ کے لئے جس تاریخ (۱۲، ربیع الاول) کا انتخاب کیا گیا ہے وہ آپ ﷺ کا یوم پیدائش نہیں بلکہ یوم وفات ہے۔ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ عید کے

رسول اللہ ﷺ ہمیں دو عیدیں دے کر گئے
دین میں تیسری عید منانا صریح گمراہی ہے

دن روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ اپنی پیدائش والے دن رسول اللہ ﷺ کا روزہ رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یوم میلاد النبی ”یوم عید“ نہیں۔

مخالفت نمبر ۳ موسیقی: حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابوما لک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجے گاجے حلال ٹھہرائیں گے... اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنادے گا، وہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔“ (صحیح بخاری، ابوداؤد، بیہقی)۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں گاجے باجوں کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں (مسند احمد)۔ خود ساختہ عید میلاد پر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی مخالفت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ خاص کر وہ گاڑیاں جو دن رات پوسٹر اور بینر لگائے سڑکوں پر گشت اور اشتہار بازی کا کام کرتی ہیں، ان میں ہر طرح کی موسیقی با آواز بلند سنی جاسکتی ہے۔ لے اور سروں سے فلمی گانوں کی دھنوں پر نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”دو قسم کی آوازوں پر دنیا میں بھی لعنت ہے اور قیامت والے دن بھی ان پر پھٹکار ہوگی۔ (پہلی) لے اور سروں سے گانے والی، (دوسری) مصیبت کے وقت بین کرنے والی۔“ (ترمذی، مجمع الزوائد)۔ اہل بدعت ڈھول اور سارنگیوں کی دھنوں پر گھوڑوں کو نچاتے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں۔ پیر صاحب کے ہاں تو محفل موسیقی قوالی کی صورت میں اتنی ہی لازم ہے جتنی ایک مسلمان کے لئے نماز۔ اگر یہ سازوں اور باجوں والی قوالی واقعی اسلام کا کوئی جزو ہے تو پیر صاحب یہ کام خود کیوں نہیں کرتے؟ اسلام کے کام میں شرم کیسی؟ یہ ”متبرک“ کام ڈوموں اور گویوں کے لئے کیوں رکھ چھوڑا ہے؟

ناچ گانے اور چراغاں کرنے کا نام محبت نہیں
اصل حب رسول ﷺ اطاعت رسول ﷺ کا نام ہے

مخالفت نمبر ۴ خیروں کی مشابہت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی اسی طرح پیروی کرو گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے برابر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کے بل میں گھسے تو تم اس میں بھی ان کے پیچھے چلو گے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ یہودی اور عیسائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون ہیں؟ (بخاری و مسلم)۔۔۔

سالگرہ یا جنم دن منانا اصل میں عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ عیسائی عرصہ دراز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سالگرہ مناتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ہاں چراغاں کرنا، جھنڈیاں لگانا، سانتا کلاز (Santa Claus) یا فادر کرمس بن کر جعلی داڑھیاں لگانا، عمارتیں اور عبادت گاہیں سجانا، بچوں کو اس دن نئے کپڑے پہنانا، تحفے تحائف دینا غرضیکہ ہر قسم کی بدعت و فضول خرچی رواج پا چکی ہے۔ یقیناً یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات نہیں بلکہ عیسائیوں کی اپنے دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اپنے نبی ﷺ سے پیار کا نیا معیار متعارف کرایا۔ عیسائیوں کی طرح آج کے مسلمانوں کا مقصد بھی رونق، ہلہ گلہ اور شغل میلہ ہے۔ نبی ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت کا تو کہیں نشان بھی نظر نہیں آتا۔ جعلی داڑھیاں لگا کر ”عاشق رسول“ بننا بھی عجیب تماشا ہے۔ اس دفعہ پاکستان کے ایک نامی گرامی بدعتی لیڈر نے رات ۱۱ بج کر ۵۹ منٹ پر عید میلاد کا آغاز کر کے ہو بہو ویسا ہی انداز اختیار کیا جیسا یہود و نصاریٰ نئے سال کی رات (New Year's Eve) کرتے ہیں۔ سوچئے! ہمارے نبی ﷺ نے تو ہمیں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے احکام دیئے ہیں اور یہ گمراہ مذہبی لیڈر قوم کو کس تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

مخالفت نمبر ۵ مسلمانوں کو ایذا دہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے

زندگی کے ہر شعبہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی موجود ہے، بارہ ربیع الاول کے لئے کیوں نہیں؟؟

جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں محفوظ رہیں۔“ (ترمذی، نسائی)۔ اس حدیث مبارکہ کی مخالفت کرتے ہوئے اہل بدعت چندہ لینے کے لئے ناکے لگاتے ہیں اور چندے سے انکار کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ زیادہ تلخ کلمات کے تبادلہ پر ہاتھ پائی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ گلیوں کو جھنڈیوں سے سجانے کے لئے بلا اجازت چھتوں پر پھلانگنا ایک حق سمجھا جاتا ہے۔ جہاں جہاں ان کی مساجد ہیں میلاد کے دنوں میں وہاں ہفتوں تک ان کے لاؤڈ سپیکر سے محلے والوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ کسی طالب علم یا بیمار کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ ہمسایوں کے حقوق کی پامالی کا خیال آنا تو درکنار یہ لوگ تو عوام کی املاک تباہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ گھروں کا رنگ و روغن پوسٹر لگا کر برباد کرنا ایک شغل ہے۔ مخالف مسلکوں کو بھرپور تنقید کا نشانہ بنانا ہر بدعتی مولوی اپنا حق سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ جو ”عید میلاد النبی“ نہیں مناتا وہ شیطان کا بھائی ہے۔ کوئی اس بدعتی مولوی سے یہ نہیں پوچھتا کہ یہ بات کہاں تک جائے گی۔ کیا یہ شخص صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رسول ﷺ سے عید میلاد منانا ثابت کر سکتا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں ثابت کر سکتا تو پھر اس سے پوچھا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کے بارہ میں اس کا کیا فتویٰ ہے؟

مخالفت نمبر ۶ قبر مبارک کی توہین: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ میری

قبر کو بت نہ بنانا۔“ (الموطأ امام مالک)۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد لوگ آپ ﷺ کی قبر پر مشرکانہ حرکات نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور آپ ﷺ کی قبر مبارک کو اس سے محفوظ فرمایا۔ آج بھی روضہ رسول ﷺ پر سجدہ ریز ہونے اور دوسری غیر اسلامی حرکات کرنے کی کوشش کرنے والوں کو روک دیا جاتا ہے۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر خطبہ بھی ہے اور نماز بھی
یہ کیسی عید ہے، نہ خطبہ نہ نماز؟؟

رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت میں فرمایا: ”اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔“ (متفق علیہ) .. بدعتی آپ ﷺ کے فرمان کی مخالفت مدینہ منورہ میں نہ کر سکے لیکن یہ گستاخی جعلی گنبد خضریٰ بنا کر کر دی۔ خود ساختہ عید میلاد کے دن گتے اور لکڑی کا گنبد بنا کر اس کا طواف کرنا، اس کو چومنا، سروں پر اٹھا کر گلی گلی پھرنا اور رات کو اسے توڑ ڈالنا ایک رسم بن چکی ہے۔ یہی حال خانہ کعبہ کے ماڈل بنا کر اس کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے۔ اسے کبھی گدھا گاڑی، کبھی بیل گاڑی اور کبھی ٹریکٹر پر رکھ کر گھمایا جاتا ہے اور نام نہاد عید میلاد النبی گزر جانے کے بعد توڑ دیا جاتا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

مخالفت نمبر ۷ راستے کے حقوق کی پامالی: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لئے (یہاں) بیٹھے بغیر چارہ نہیں۔ ہم یہاں گفتگو کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔“ (بخاری و مسلم) .. عام راستے اور چوراہے معاشرے کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں۔ لہذا ان مقامات پر مجلسیں جمانا، جلوس نکالنا اور انہیں مسدود کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ عام راہ کو روکنے سے لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ خود ساختہ عید میلاد پر اس حدیث مبارکہ کی مخالفت بھی ہر چوراہے پر نظر آتی ہے۔ سڑکیں جلوسوں سے بند، گلیاں اور بچے کچے راستے شامیانوں اور قاتلوں سے بند۔ چندہ اکٹھا کرنے والے گلیوں محلوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہر دروازے پر ہلہ بول

امام ابوحنیفہؒ کی زندگی میں 70 مرتبہ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی میں یہ دن 90 بار آیا، کیا انہوں نے یہ عید منائی؟

رہے ہوتے ہیں۔ جلوسوں اور جلسوں میں عورتوں کا بے حجاب آنا معیوب نہیں سمجھا جاتا، کوئی نگاہ نیچی نظر نہیں آتی۔ تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا تو ایک طرف، راستے میں آتش بازی کا سامان پھینکا جاتا ہے اور کسی معزز کو چونکا کر قہقہے لگائے جاتے ہیں۔ ٹرکوں، رکشوں، موٹر سائیکلوں اور ریڑھیوں کو سڑک کے عین وسط میں کھڑے کر کے، سڑک بند کرنے کا کام فخریہ انداز سے کیا جاتا ہے۔ عام شہری تو دور کی بات ایسبولینس تک کو راستہ ملانا ممکن ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر جلوس اسلام کا ”جلوس“ نکالتا نظر آتا ہے۔

مخالفت نمبر ۸ فضول و نمائش اور فضول خرچی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش و شہرت کا لباس پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا لباس پہنائے گا۔ (مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)۔ اس موقع پر بڑھ چڑھ کر نمود نمائش کی جاتی ہے۔ گلی محلوں اور مسجدوں کو ایک دوسرے سے مقابلے کے لئے خوب سجایا جاتا اور بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ آپس میں فخر کیا جاتا ہے کہ اس مرتبہ ہمارا علاقہ دوسرے علاقوں سے بازی لے گیا اور اوّل نمبر پر آیا۔ دوسرے علاقوں والے سوچتے ہیں آئندہ سال وہ آرائش و زیبائش پر مزید روپیہ خرچ کریں گے تاکہ وہ جیت جائیں۔ اسلام اس بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ درودیوار کی سجاوٹ اور آرائش پر جس قدر روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ سب فضول خرچی ہے کیونکہ چند روز بعد ہی وہ سارا سامان آرائش و زیبائش ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ اتنی بڑی رقم غرباء و مساکین، یتیموں اور بیواؤں کو دے دی جائے تو کوئی تیار نہ ہوگا۔ مگر اپنے نام اور ناک کی خاطر، شہرت و عزت پانے کے لئے جھنڈیوں اور قہقہوں پر بے دریغ فضول خرچی کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُبْذِرْ تَبْذِيرًا﴾ اور اسراف اور

اسلام میں کمی بیشی کی گنجائش ہوتی تو عرش والا
اس کی اکملیت کا اعلان نہ کرتا (دیکھئے سورۃ المائدہ)

بے جا خرچ سے بچو۔“ (الاسراء-۲۶) ... اس شیطانی کام کو ثواب کا کام بتادینا بھی شیطان کی ہی کارستانی ہے جو لوگوں کو ہر صورت سیدھی راہ سے ہٹا کر برائی کی راہ پر لگانا چاہتا ہے۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے کہ سادگی ایمان کا حصہ ہے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے۔“ اس سے آپ ﷺ کی مراد تکلفات اور زیب و زینت کی چیزوں کا ترک ہے۔ (ابوداؤد)۔

مخالفت نمبر ۹ شرک کی ترویج: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے جس نے تجھے بلا شرکت غیرے پیدا کیا ہے۔ (صحیح بخاری)۔ عید میلاد پر اسلام کی سب سے بڑی مخالفت نہ صرف یہ ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے مقابلے میں دو کی بجائے تین عیدیں بنالی گئیں۔ بلکہ اس خود ساختہ عید پر شرک کی زبردست ترویج کی جاتی ہے۔ عشق رسول اور نعت خوانی کے نام پر ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں جن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کھلم کھلا شرک اور گستاخی کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو رب کائنات کے ساتھ ملا دیا بلکہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہی مبالغہ آرائی عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کی تھی کہ انہیں معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا۔ آج نور من نور اللہ کا نعرہ لگا کر بنی ﷺ کو معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا جزء بنا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ رحمت للعالمین ﷺ نے غلو سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: مجھ کو اتنا مت بڑھاؤ (میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے

کسی صحابی، تابعی، امام، محدث، مفسر یا فقیہہ
سے یہ تیسری عید منانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا

نصاری نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کو بڑھادیا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں پس یوں کہو ”اللہ کا بندہ اور رسول“ (صحیح بخاری)۔ آپ ﷺ تو اپنی حیات طیبہ میں لوگوں کو یہی سمجھاتے رہے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ جب مانگو تو اللہ سے مانگو۔ جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ کو پکارو۔ خود بھی ہر وقت اللہ کو ہی پکارتے اور اس سے مدد طلب کرتے رہے مگر نعت خواں اور قوال اس بات کو نہیں سمجھتے۔ وہ مخلوق کو خالق سے ملا دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھادیتے ہیں۔ ان لوگوں نے رحمۃ للعالمین ﷺ کے پہنچائے ہوئے دین کو بدل دیا ہے۔ یاد رکھیے! قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ فرمائیں گے: ﴿سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي﴾ ”دور ہو جائیں! دور ہو جائیں! وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔“ (صحیح بخاری)۔

نعت خوانی اور قوالی میں اللہ و رسول ﷺ کے احکام کو جس طرح پیٹھ پیچھے ڈال کر اپنی من مانی کی جاتی ہے اور جو جس کے جی میں سماتا ہے ”عشق رسول (ﷺ)“ کے نام پر کہنے لگتا ہے وہ یہ نہ بھولے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے حضور جہاں اپنی امت کی سفارش کر رہے ہوں گے وہاں ان لوگوں کی شکایت بھی کر رہے ہوں گے جنہوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو ٹھکرا دیا اور اپنی من مانی کرتے رہے۔ ﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾ ”اور رسول کہیں گے! اے رب میری اس قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔“ (الفرقان۔ ۳۰)۔

آئیے! اب خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ خود ساختہ ”عید میلاد“ مناکر آپ اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہونا چاہتے ہیں یا آپ سنت کی پیروی کرتے ہوئے سال میں صرف دو ہی عیدوں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کو اپنے لئے کافی جانتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی امید رکھنا چاہتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”جس نے میری سنت سے محبت کی

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو مرا، وہ آگ میں داخل ہوگا اور جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (مسلم)

حق وہ نہیں ہوتا جو اکثریت کہے اور کرے
بلکہ حق اللہ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان ہے

اور اس جشن پر ”ہزاروں عیدوں“ کو قربان کرنے کی بات کی جاتی ہے۔ یہ کیسا ”عشق رسول“ ہے؟ سوال یہ ہے کہ پھر اس دن کیا کیا جائے؟ خوشی منائی جائے یا غم؟

اگر ہر سال غم منانا جائز ہوتا تو ہم ۱۲ ربیع الاول کو غم کا دن مناتے کیونکہ اس دن امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا سہاگ لٹا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یتیم ہوئیں، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے نانا پچھڑ گئے اور ان کو کندھوں پر اٹھانے والا نہ رہا۔ آپ ﷺ اس دن تکلیف میں ہیں اور فرماتے ہیں: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنْ لَمُوتَ سَكَرَاتِ﴾ ”اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور موت کی سختیاں ہیں۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے اور اضطراب اور بے چینی آپ ﷺ پر چھا گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکلا، ہائے ابا جان کی تکلیف! آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ”تمہارے باپ پر آج کے بعد بے چینی نہیں ہوگی۔“ جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہائے ابا جان! رب نے انہیں بلایا تو رب کی پکار پر انہوں نے لبیک کہا۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے۔ ہائے ابا جان! جبریل کو ہم آپ ﷺ کی موت کی خبر دیں گے۔ جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) پوچھا، کیا تمہارے نفوس نے یہ گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈالو؟ (صحیح بخاری)۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو غم کی وجہ سے زمین پر گر گئے اور قدموں نے ان کے جسم کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اسلام میں تین دن سے زیادہ غم منانا حرام ہے (سوائے بیوہ کے کہ وہ عدت مکمل ہونے تک گھر میں رہے گی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم اس دن کو ہر سال غم کے طور پر نہ مناتے تھے، اس لئے ہم بھی غم نہیں مناتے۔ اسی طرح خود رسول اللہ ﷺ، صحابہ

حکومت اکثریت کے دباؤ میں آ کر خرافات و بدعات کی سرپرستی نہ کرے بلکہ قرآن و سنت کی ترویج کرے

کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم اس دن کو ولادت نبوی (عید میلاد) کے طور پر نہ مناتے تھے لہذا اس موقع پر خوشیاں منانا، ڈھول بجا کر بھنگڑے ڈالنا، گھوڑے نچانا، نئے لباس زیب تن کرنا، جلوس نکالنا اور اس دن کو عید بنالینا بعید از عقل و اسلام ہے۔ پس اس دن وہی طرز عمل اختیار کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے اور جو سلف صالحین کی روش رہی ہے کہ انہوں نے اس دن کو نہ غم اور نہ ہی خوشی کے طور پر منایا۔ اس کا برعکس بدعت میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اعمال کرنے کی توفیق دے جو سنت سے ثابت ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

دو سے زیادہ عیدوں کا تصور: بعض ”مذہبی رہنما“ جو میڈیا اور سرکاری سرپرستی میں شہرت پا کر ”اسکالر“ کہلاتے ہیں اور بظاہر ”قرآن کے راستہ“ کی طرف بلانے کا دعویٰ کرتے ہیں قرآنی تعلیمات سے انحراف کرتے ہوئے اور تحریف سے کام لیتے ہوئے خود ساختہ ”عید میلاد“ کا وجود ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ جمعہ کے دن کو بھی عید کہا گیا ہے، لہذا اسلام میں صرف دو عیدوں کا تصور غلط ہے۔ کاش یہ لوگ دیانتداری سے سنت رسول ﷺ اور سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کریں تو کبھی ایسی بات نہ کہیں۔ ان کے اس دعویٰ کی تردید کے لئے یہ حدیث پیش ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے لئے دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیل کود کرتے (خوشی مناتے) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہم ان دنوں میں زمانہ جاہلیت سے کھلتے چلے آ رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان سے بہتر دو دن تبدیل کر دیئے ہیں، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ [ابوداؤد۔ مشکوٰۃ]۔

جہاں تک جمعہ کو عید کہنے کا تعلق ہے تو یہ نام نہاد ”اسکالر“ کیوں بھول گئے کہ: ❶ عید کے دن روزہ

عیدیں وہی دو ہیں جو اسوۂ حسنہ سے ثابت ہیں
نہ کہ وہ جسے لوگ اپنی مرضی سے عید بنا لیں

رکھنا ممنوع ہے حتیٰ کہ عید الاضحیٰ کے بعد اگلے تین دن ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ (ایام تشریق) میں بھی روزہ رکھنا منع ہے کہ یہ قربانی کرنے اور تکبیرات پڑھنے کے دن ہیں۔ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور ہر مسلمان کو رکھنا چاہئے لیکن ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کی تاریخوں میں اگر پیر یا جمعرات کا دن آجائے تو روزہ نہیں رکھا جائے گا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ اسی طرح رحمت للعالمین ﷺ نے ہر ماہ (چاندنی) ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا ہے یہ ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں، اگر ان تاریخوں میں جمعہ کا دن آجائے تب بھی روزہ رکھا جائے گا۔ ثابت ہوا کہ جمعۃ المبارک کو عید کہنا بلحاظ فضیلت ہے نہ کہ بلحاظ احکام کے، کیونکہ عید کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے جبکہ نفلی روزوں میں جمعہ کا دن آجائے تو روزہ رکھا جاتا ہے۔ ۲ اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن آجائیں تو عید کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ کی رخصت ہے، مگر پڑھ لے تو افضل ہے۔ [ابوداؤد]۔

۳ جمعہ کوئی تیسری عید نہیں جو سال میں ایک مرتبہ آئے، بلکہ اسے باعتبار فضیلت عید کہا گیا ہے جو سال میں تقریباً پچاس مرتبہ آتی ہے۔ ۴ عید اور جمعہ کے احکام بھی مختلف ہیں۔ عید کی نماز پہلے پڑھی جاتی ہے خطبہ بعد میں ہوتا ہے جبکہ جمعہ کے دن پہلے خطبہ ہوتا ہے نماز بعد میں پڑھی جاتی ہے۔ عید کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی جبکہ جمعہ کی نماز اذان اور اقامت کے ساتھ ہوتی ہے۔ عید گاہ میں خطبہ بغیر منبر کے ہوتا ہے جبکہ جمعہ کا خطبہ منبر پر پڑھا جاتا ہے، عید گاہ میں نماز سے پہلے یا بعد کوئی نوافل نہیں پڑھے جاتے جبکہ جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی کئی احکام ہیں جن میں عید اور جمعہ مختلف ہیں مثلاً عید کی نماز کی تکبیرات زیادہ ہیں وغیرہ۔ پس جمعہ کو عید کہنا باعتبار فضیلت ہے۔

اب بتائیے اگر ۱۲ ربیع الاول جمعہ کے دن آجائے تو کیا جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت ہے؟ کیا اس دن

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں، اگر آپ ان کا کہنا مان لیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں، وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں [الانعام: ۱۱۶]

کوئی عبادت سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے؟ پھر یہ دن عید کا دن کیسے ہوا؟ اگر اب بھی ان کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ خود ہی فرمادیں کہ جمعہ کو تو رسول اللہ ﷺ نے (بااعتبار فضیلت) عید کا دن قرار دیا ہے (ابوداؤد) ..، بارہ ربیع الاول کو کس نے عید کا دن مقرر کیا؟ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، ائمۃ المسلمین، محدثین، علماء سلف صالحین حفظہ اللہ، سب اس سے نا آشنا تھے، کسی نے یہ دن بطور عید نہ منایا۔ صدیوں تک مسلمانوں کو اس مروجہ ”عید“ کی خبر نہ ہوئی۔ اچانک ۵۰۰ سال بعد کس پر ”وحی“ نازل ہوئی کہ اس دن کو عید مقرر کر لیا گیا؟ نیز یہ بھی بتلادیں کہ یہ ”وحی“ کس کی طرف سے آئی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وحی کا نزول بند ہو گیا تھا، پھر یہ کام کس ”استاد“ کا ہے؟ اگر کوئی فرقہ یا گروہ اسلام میں چوتھی عید رائج کر لے تو آپ کے پاس ایسے گروہ کو منع کرنے کے لئے کیا پیمانہ ہے؟؟

هاتوا برهانکم ان کتم صادقین ”دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

- ۱ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو سال میں صرف دو عیدیں عطا فرمائی ہیں۔ (عید الفطر۔ عید الاضحیٰ)
- ۲ ان کے علاوہ اسلام میں اور کوئی عید نہیں۔
- ۳ ۲ ربیع الاول متفقہ طور پر رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ہے۔
- ۴ آپ ﷺ کے یوم وفات پر خوشیاں جشن اور عید منانا بہت ہی بڑی گستاخی ہے۔
- ۵ قرآن مجید میں اللہ و رسول ﷺ سے آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دو عیدوں کو ہی کافی سمجھا جائے۔
- ۶ رسول اللہ ﷺ نے دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسے کام سراسر بدعت، گمراہی اور جہنم میں لے جانے والے ہیں۔

اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں... الخ [التوبہ: ۳۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضي الله عنه) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي قِيلَ وَمَنْ يَأْبَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى (صحيح بخاری) ..

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے سب لوگ (گو وہ گنہگار ہوں ایک نہ ایک دن) جنت میں جائیں گے، مگر وہ جس نے انکار کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ): (جنت میں جانے سے) کون انکار کرے گا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔

آپ کیا چاہتے ہیں؟

اطاعت و فرماں برداری کر کے جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ؟

یا بدعات کی پیروی اور من مانی کر کے جنت میں جانے سے انکار؟

فرمان رسول اکرم ﷺ ہے: ”میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ خواہ

ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔“ (صحيح بخاری) .. لہذا پڑھنے کے بعد

ضائع نہ کریں، دوسرے بھائی کو دے کر کارِ ثواب میں شامل ہوں۔

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے (درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا۔ (الفتح: ۱۷) ...

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ •
”تمہارے رب کی جانب سے جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا اسی پر چلو اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے
رشتہ داروں کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔“ [الاحزاب: ۳۱]...

سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ رب کی طرف سے نازل شدہ وحی صرف اور صرف قرآن وحدیث ہے، اور یہی
اسلام ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے چلنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ آج دین اسلام میں
ہم جتنی خرافات و بدعات دیکھتے ہیں وہ اس آیت سے منہ موڑنے کا ہی نتیجہ ہیں۔ خصوصاً برصغیر میں
رنگ رنگ کے فرقوں نے مسلمانوں کو تقسیم کر کے ان کو کمزور کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ آپس میں دست و
گریباں ہیں۔ اگر آج بھی امت قرآن وحدیث پر اکٹھی ہو جائے تو فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔
علامہ اقبالؒ نے ضربِ کلیم میں اس تفریق کی وجوہات نہایت خوبصورت انداز میں بیان کی ہیں۔

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
حلقہٴ شوق میں وہ جراتِ اندیشہ کہاں
آہ ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق !

مرکز الدعوة الاسلامیہ

پوسٹ بکس نمبر 172، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی۔ پاکستان 0092-51-4410589

www.ahlulhadeeth.net, www.ircpk.com

اگست 2002ء